سوال

(236)انعامی بانڈ

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

خلیل احمد بزریعہ ای میل سوال کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص اپنی حلال کمائی سے دنیاوی لالچ کی بنا پر انعامی بانڈ خرید لیتا ہے۔ حالانکہ یہ کاروبار شرعاً جائز نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بانڈکی رقم پر بھی زکواۃ دینا ہوگی یا نہیں؟ حالانکہ اس کی رقم کاروبار میں مصروف ہوچکی ہے اگرچہ غیر شرعی کاروبار ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بلاشبہ پرائز بانڈ کا کاروبار نہ صرف سود ہے بلکہ اس میں جوا کا عنصر بھی پایا جاتا ہے۔ سود اس لحاظ سے ہے کہ حکومت ایک متعین شرح کے حساب سے سود کی رقم کا حساب کرکے اسے انعام کی شکل میں دیتی ہے۔ اس طرح یہ بانڈ حکومت کے لئے سودی قرضہ کی ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور بانڈز خرید کر رکھنے والا انعامی رقم کو حاصل کرنے کی توقع کی وجہ سے اس گناہ میں برابر کا شریک ہے۔ اور جوا اس لئے ہے کہ بانڈز ہولڈر صرف اتفاقی طور پر نمبر نکل آنے سے بغیر کسی فعال سرمایہ کاری کے نفع حاصل کرنے کی خواہش رکھتا ہے۔ جوا میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ اس لئے جو شخص بانڈ خرید کر اپنے پاس رکھے ہوئے ہے اسے چاہیے کہ اس کی حرمت کے پیش نظر انہیں واپس کرکے اپنی رقم لے اور کسی مناسب کاروبار میں لگائے۔ صورت مسئولہ میں ان بانڈز کی مالیت پر زکواۃ دینا ہوگی۔ بشرط یہ کہ یہ مالیت نصاب کو پہنچ جائے پھر اس پر سال گزر جائے اور وہ رقم ضروریات زندگی سے بھی فاضل ہو کیوں کہ یہ ایک قرض کی صورت ہے۔ اگر یہ رقم کسی کو قرض دی ہوتی۔ تو بھی اسے زکواۃ ادا کرنا مالک کی زمہ داری ہے۔ لہذا ان بانڈز سے زکواۃ ادا کرنا چاہیے۔ البتہ اس بات کا خیال رکھے کہ زکواۃ میں یہ بانڈز وغیرہ نہ دیئے جائیں بلکہ نقدی کی صورت میں ادا کی جائے۔ کیوں کہ بانڈز دینے سے سودی کاروبار کے پھیلنے کا اندیشہ ہے اور مسلمان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

فتاوی اصحاب الحدیث

جلد:1 صفحہ:266